فکرونظر، جلد ۲۳، شمارہ ۳ (۱۹۸۶ء)، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، پاکستان۔

ام المؤمنین ام سلمہؓ کی علمی شان

قدسیہ خاکوانی

نام و نسب

آپ کا تعلق قبیلۂ قریش کے بطن بنی مخزوم سے تھا ۔ نام سے زیادہ اپنی کنیت کے ساتھ متعارف ھیں مؤرخین نے آپ کا نام ھند بنت ابوامیہ لکھا ہے۔ البتہ مسلمانوں میں ام المومنین ام سلمہؓ ھی کے نام سے شہرت رکھتی ھیں ۔ آپ کے والد ابو امیہ حذیفہ (یاسمیل) بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بنی مخزوم تھے ۔ ماں کا نام عاتکہ بنت عامہ بن ربیعہ بن مالک بن کنانۃ ہے جو بنو فراس سے تھیں ۔ بعض لوگ حضرت ام سلمہؓ کا نام رملہ بتاتے ھیں ، جسکی کوئی اصل معلوم نہیں ھوتی ۔کیونکہ محدثین اس روایت کو کوئی اھمیت نہیں دیتے اور ,,لیس بشئ ،، سے تعبیر کرتے ھیں (۱)۔

جیسا کہ ذکر کیا جا چکا ہے آپ کے والد ابو امیہ کا نام حذیفہ تھا، لیکن آپ ,,زاد الراکب ،، کے لقب سے مشہور تھے کیونکہ مکہ کے فیاضوں میں ان کو شاندار اور قابل احترام مقام حاصل تھا ، اور جب کبھی سفر کرتے تو سارے قافلے کی کفالت بنفس نفیس کرتے تھے ، یہی فیاضانہ کفالت تھی ، جسکی دلپذیری کی بدولت عرب میں ابو امیہ کو یہ عظیم الشان لقب عطا ھوا ۔ (۲)۔

پیدائش

ام المومنین ام سلمہؓ کے سال پیدائش میں اختلاف ہے سنہ ۲۸ قبل هجرہ مطابق ۵۹۶ ء زیادہ درست معلوم ھوتا ہے ، پیدائش کے کچھ ھی

عرصه کے بعد ان کے والد کا انتقال ہوگیا ، آپ کو اپنے والد سے بہت سے خصائص اور امتیازات ورثے میں ملے تھے ۔

خاندان کی طرف دیکھئے تو حضرت ام سلمۃؓ ابو جہل کے چچا کی بیٹی تھیں ، اور ان کے بھائی عبداللہ بن ابی امیہ اول اول قریشیوں میں نبی صلعم کے بدترین دشمنوں میں سے تھے ، بعد میں اسلام لائے اور دینی خدمتوں میں پیش پیش رہے ، یہاں تک کہ طائف کے معرکے میں شہید ہوئے (۳)۔ حضرت ام المومنین قریش کے ایسے خاندان سے منسلک تھیں، جو حضور اکرمؐ کی دشمنی اور عدوات میں قریشیوں میں سب سے پیش پیش تھا، یعنی ابو جہل کے خاندان سے تھیں، اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بچپن ہی سے ام سلمہ عبداللہ بن عبدالاسد بن ہلال سے منسوب تھیں، اس لئے کہ ابو سلمۃؓ کا گھرانہ بھی بنو مخزوم سے قریبی تعلق رکھتا تھا ، ابو سلمۃؓ کی والدہ عاتکہ بنت عبدالمطلب حضور اکرمؐ کی پھوپھی تھیں، ساتھ ہی ابو سلمہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی تھے، اس لیے بنو مخزوم کی عدوات کے باوجود اس خاندان کے لوگوں میں حضور اکرمؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہمدردی کا جذبہ پیدا ہونے لگا ، اور یہ جذبہ بدستور بڑھتا گیا ۔

چنانچہ جب بنو ہاشم کو شعب ابی طالب میں محصور ہوئے تین سال بیت گئے تو ان کے حال زار کو دیکھ کر خود قریش کے کچھ افراد نے اس معاهدے کو توڑنے کی تحریک کی ، ان میں هشام بن عمرو بن ربیعة سب سے پیش پیش تھا ، وہ زبیر بن ابی امیہ بن المغیرہ المخزومی (ام سلمہ کے بھائی) سے ملا ، اور اسکو عار دلایا کہ تم نے اپنے ماموں اور ان کے لوگوں کو چھوڑ دیا ہے ، یہ حقیقت ہے کہ زبیر کی والدہ عاتکہ بنت عبدالمطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں ؟ ، اس پر زبیر نے اسکی ہمنوائی کی اور

معاهدہ کے صحیفہ کو چاک کرنے کی رائے دی ۔ پھر یہ دونوں مطعم بن عدی سے اور بنی ہاشم کے رشتہ داروں سے ملے ، جب سب خانہ کعبہ پہنچے تو معاہدہ کے حروف کو ,,بسم اللہ ،، کے علاوہ کیڑا چٹ کر چکا تھا ، جیسا کہ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پیشین گوئی کی تھی (۴)۔

نکاح

حضرت ام سلمہؓ نہایت قدیم الاسلام ہیں ، ابو سلمہ غالباً گیارھویں شخص تھے جو اسلام کی دولت سے مالا مال ہوئے اور یہ سب سے پہلے شخص ہیں جن سے حضرت ام سلمہؓ کا نکاح ہوا تھا ۔ نسب کے لحاظ سے یہ ام سلمہ کے چچیرے اور خلیرے بھائی تھے ۔ ابو سلمہ کا اصل نام عبداللہ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر مخزوم تھا ، اور ان کی والدہ برہ بنت عبدالمطلب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی پھوپھی تھیں ، اس قریبی رشتے کے علاوہ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ، حضرت حمزہ اور ابو سلمہ رضاعی بھائی ہوتے ہیں ۔ ان کی دائی اماں کا نام ثویبہ تھا (۵)۔

اسلام

جیسا کہ بیان ہو چکا ہے ام سلمہؓ اور ان کے شوہر دونوں ان لوگوں میں سے ہیں جو اسلام پر اولین ایمان لانے والوں میں سے تھے ۔ آغاز نبوت میں جب لوگ بڑے مخمصے میں تھے اور وُہ اسلام کو قبول کرنے یا آبائی مذہب پر قائم رہنے کی کشمکش میں مبتلا تھے ، اور سچے مذہب کے حق میں فیصلہ کرنا صرف خوش نصیبوں کا ہی حصہ تھا ، یہ نیک سعادت مند میاں بیوی اسلام کی غیر فانی دولت سے ایسے سرشار ہوئے کہ السابقون الاولون کے لقب کے مستحق قرار پائے ۔

پہلی ہجرت ، ہجرت حبشہ

اہل مکہ کی چیرہ دستیوں سے تنگ آکر جب حضور اکرم صلی

اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے کچھ مسلمان حبشہ کی طرف ہجرت کرنے لگے تو یہ دونوں میاں بیوی دوش بدوش ہجرت کے لئے نکل کھڑے ہوئے اور حبشہ جا پہنچے جہاں ان کے صاحبزادے سلمہ پیدا ہوئے ۔ لیکن یہ حضرات جلد ہی قریشیوں کے ساتھ اچھے تعلقات ہونے کی خبر سنکر واپس مکہ آگئے ۔ تاہم جب پتہ چلا کہ مصالحت کی خبر غلط تھی تو ان لوگوں میں سے بعض کو دوبارہ ہجرت کرنی پڑی ۔ (٦) ۔

ہجرت مدینہ

مکہ واپس آنے کے بعد جب مدینہ کی طرف مسلمانوں کو ہجرت کی اجازت مل گئی تو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ابو سلمہ سب سے پہلے تیار ہوئے ۔ مدینہ ہجرت کرتے وقت حضرت ام سلمہ کو بڑی مشکلات اور المناک واقعات پیش آئے ۔ خود انہیں کے الفاظ الاصـــابہ میں منقول ہیں ، فرماتی ہیں ، جب ابو سلمہؓ نے مدینہ جانے کا فیصلہ کر لیا ، تو ان کے پاس ایک ہی اونٹ تھا ، اسکی نکیل ہاتھ میں لیے چل پڑے ، بنو مغیرہ نے جو میرے میکے کے لوگ تھے ہم لوگوں کو دیکھ لیا اور ابو سلمہ سے الجھ پڑے کہ ہم اپنی لڑکی کو اس کسمپرسی کے عالم میں تمہارے ساتھ جانے نہیں دینگے ، ابو سلمہ کے ہاتھ سے نکیل چھین لی اور مجھے زبردستی اپنے ساتھ لے چلے ۔ اتنے میں بنو عبدالاسد جو ابو سلمہ کے خاندان کے لوگ تھے آپہنچے اور انہوں نے میرے بچے سلمہ کو اپنے قبضہ میں کر لیا ، اور بنو مغیرہ سے کہا اگر تم اپنی لڑکی کو اس کے شوہر کے ساتھ نہیں جانے دیتے تو ہم اپنے بچے کو تمہاری لڑکی کے پاس ہرگز نہ چھوڑیں گے ۔ اب میں ، میرا شوہر اور میرا بچہ تینوں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے (٧) ۔ ساتھ ہی اس کھینچا تانی میں میرے بچے سلمہ کا ہاتھ اپنی جگہ سے اکھڑ گیا ، اور یہ ہاتھ مرتے دم تک ایسا ہی

عیب دار رہا (۸)۔ میری حالت بھی مارے صدمے کے بہت خراب رہی۔

ابو سلمہ چونکہ ہجرت کے ارادے سے مکہ سے نکل ہی چکے تھے اسلئے اس وقت انھوں نے مدینہ ہی کا رخ کرنے میں اپنی عافیت دیکھی ، اب میں تنہا رہ گئی ، میرا یہ معمول تھا کہ روزانہ صبح کو گھر سے نکلتی اور کوہ صفا پر بیٹھ جاتی اور کہتی۔

یا رخـم الجو الا استقلی . وفی بنی عبدالاسد فحلی
ثم ھلالا و بنیہ فلّی ،

ترجمہ : اے فضا کے کرگس کیوں نہیں یکسو ہوتی ، اور بنی عبدالاسد پر اتر کر ھلال اور انکے بیٹوں کو چونچ مارتی ۔ (۹)۔

پھر انکو بددعائیں دیتی کہ ان کے گوشت کو کرگس کھائیں ، ام سلمہ کہتی ہیں : میں ایک دن ایک سنگلاخ چٹان پر بیٹھی رو رہی تھی ، اور ایسا اکثر و بیشتر کرتی تھی . جب تقریباً ایک سال یا اس سے زیادہ عرصہ گزر گیا تو میرے ایک چچا زاد بھائی نے دیکھا (۱۰)۔ اور ترس کھایا اور بنو مغیرہ کو جمع کر کے مخاطب ہو کر کہا ,,آپ لوگ اس بیچاری کو کیوں نہیں چھوڑ دیتے ، اسکو آپ نے بلاوجہ اس کے بچے اور شوہر سے جدا کر رکھا ہے،، یہ مفہوم کچھ ایسے موثر الفاظ میں ادا کیا گیا کہ میرے میکے والوں کو رحم آگیا اور انھوں نے اجازت دے دی ، اور کہا کہ اگر تم چاہو تو اپنے شوہر کے پاس جا سکتی ہو۔

یہ سن کر بنو عبدالاسد نے بھی میرے بچے کو میرے پاس بھیج دیا۔

اب میں نے ایک اونٹ پر کجاوا کسا اور سلمہ کو گود میں لیکر سوار ہو گئی ۔ میں بالکل تنہا اپنے شوہر سے ملنے کو چل پڑی ، کوئی شخص میرے ساتھ نہ تھا کہ میری خبر میرے شوہر کو کرتا ، جب میں تنعیم پہنچی تو وہاں عثمان بن طلحہ سے ملاقات ہو گئی جن کا تعلق بنو عبدالدار سے تھا ، انھوں نے میرا ارادہ معلوم کر کے مجھ سے پوچھا کیا تمہارے ساتھ کوئی ہے ؟ میں نے کہا خدا کی

قسم نہیں ۔ صرف میں ہوں ، اور یہ میرا بچہ ہے ۔ انہوں نے میرے اونٹ کی نکیل پکڑی اور ھاتھ سے کھینچتے ہوئے آگے آگے چلنے لگے ، خدا جانتا ہے ، میں نے عثمان بن طلحہ سے زیادہ شریف آدمی عرب میں اور کوئی نہیں دیکھا ، جب بھی منزل آتی ، اور ہم کو ٹھہرنا پڑتا وہ کسی درخت کی آڑ میں ہو جاتے اور لیٹ جاتے پھر چلنے کا وقت ہوتا تو اونٹ کو تیار کر کے لاتے اور کہتے : سوار ہو جاؤ ، اور جب میں اطمینان سے اونٹ پر بیٹھ جاتی تو اونٹ کی مہار لے کر آگے آگے چلنے لگتے ، سارے سفر میں ان کا یہی معمول رہا ، یہاں تک کہ مدینہ پہنچ کر بنی عمرو بن عوف کی آبادی میں موضع قبأ کے درمیان سے گذر ہوا تو عثمان بن طلحہ نے مجھ سے کہا ۔ تمہارے شوہر اسی گاؤں میں ہیں ، ابو سلمہ یہاں ٹھہرے ہوئے تھے ، میں اللہ کے بھروسے پر اس محلہ میں داخل ہوگئی اور خدا خدا کر کے ان سے ملاقات ہوئی ۔

ام سلمہؓ پہلی خاتون ہیں جو ھجرت کر کے حبشہ گئیں اور پہلی مہاجر خاتون ہیں جو ھجرت کر کے مدینہ میں داخل ہوئیں ، کہا جاتا ہے کہ لیلی ابن عامر بن ربیعہ کی بیوی بھی اس اولیت میں ان کی شریک رہیں ، لیکن ام سلمہؓ کی قربانیوں کا رنگ ھی اور تھا ۔

ام سلمہ فرماتی ہیں کہ عثمان بن طلحہ مجھے ابو سلمہ کا پتہ بتا کر مدینہ سے واپس ہو گئے ، ام سلمہ پر اس ہمدردی کا ہمیشہ اثر رہا وہ اکثر فرمایا کرتی تھیں ۔

ماراًیت صاحبا قط اکرم من عثمان بن طلحۃ

میں نے عثمان بن طلحہ سے زیادہ کریم النفس اور شریف آدمی کسی کو نہیں دیکھا (۱۱) ۔

عثمان بن طلحہ اس موقع پر مسلمان نہیں ہوئے تھے ۔ (۱۲) بلکہ بعد میں صلح حدیبیہ کے موقع پر مشرف باسلام ہوئے اور حضرت عمر

رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اجنادین کے معرکہ میں شہادت پائی (۱۳)۔

اس دور ابتلاء میں جب کہ مسلمان ہر طرف سے آماج گاہ حوادث بنے ہوئے تھے اور ان کی پریشانیوں کی کوئی انتہا نہ تھی ، ہجرت کے موقع پر جو مصیبتیں حضرت ام سلمہ کو اٹھانی پڑیں وہ کچھ انہیں کا حصہ تھیں ، چونکہ ان کا دل خون کے آنسو رو چکا تھا اس لیے جب بھی ہجرت کا ذکر کرتیں تو فخریہ کہتی تھیں ,,میں نہیں جانتی کہ اہل بیت میں سے کسی نے وہ مصیبتیں جھیلی ہونگی جو اسلام کے لیے ابو سلمہ کے خاندان کو جھیلنی پڑیں (۱۴)۔

ابن سعد نے عاصم اخول کے حوالہ سے زیاد بن ابی مریم سے روایت کیا ہے کہ ایک بار حضرت ام سلمہ نے ابو سلمہ سے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ جس عورت کا شوہر انتقال کر جائے اور وہ اہل جنت میں سے ہو اور عورت نے بعد میں کسی سے شادی نہ کی ہو تو اللہ تعالیٰ دونوں کو جنت میں بھی یکجا کردیگا ، اسی طرح جب عورت وفات پا جائے اور شوہر زندہ رہے تو بھی وہ دونوں جنت میں اکھٹے ہونگے ، تو ابو سلمہؓ نے کہا میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں تمہارے بعد شادی نہ کرونگا اور تم بھی میرے بعد نکاح نہ کرو گی ، پھر پوچھا : کیا تم میرا مشورہ مانو گی ؟ ، ام سلمہؓ نے جواب دیا : میں جب بھی تم سے کوئی مشورہ کرتی تھی تو صرف اس ارادے سے کہ میں چاھتی تھی کہ تمھاری اطاعت کروں ، ابو سلمہ نے کہا : اگر میں مر جاؤں تو تم ضرور دوسرا نکاح کر لینا ، پھر ابو سلمہ نے دعا کی کہ اے اللہ ام سلمہ کو میرے بعد مجھ سے بہتر شوہر نصیب کرنا جو کبھی اس کو نہ ایذا دے اور نہ ذلیل کرے (۱۵)۔

ام سلمہ فرماتی ہیں کہ جب ابو سلمہ وفات پاگئے تو میں اپنے آپ سے کہنے لگی : ابو سلمہ سے بہتر میرے لیے کون ہوگا ؟ پھر ٹھہری رہی

جبتک اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا ، پھر مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کر لیا ۔

ام سلمہؓ سے صحیح میں روایت ہے کہ ابو سلمہؓ نے کہا ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کبھی کو کوئی مصیبت پہنچے تو چاہیئے کہ ,,انا للہ وانا الیہ راجعون" کہے (اے اللہ تیرے ساتھ میں اپنی مصیبت کو خیال کرتا ہوں تو اس میں مجھے اجر دے) میں نے چاہا کہ میں کہوں اور اس سے بہتر میرے لیے بدل دے (۱٦)

ابو سلمہ کی شہادت

ابھی ہجرت کے مصائب تازہ ہی تھے اور شوہر کے ساتھ رہنے کا زیادہ موقع نہ ملا تھا کہ حضرت ابو سلمہؓ کو بہ تقریب جہاد غزوہ احد میں شریک ہونا پڑا اتفاق ایسا ہوا کہ میدان جنگ میں انھیں کے ہم نام ابو سلمہ حشمی کے تیر سے ان کا بازو زخمی ہو گیا ، ایک ماہ تک علاج ہوتا رہا اور بظاہر صحت ہوگئی تھی ۔

زخمی ہونے کے تقریباً دو سال گیارہ ماہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے بنی اسد کے پانی کے منبع قطن کی طرف جانا پڑا (۱۷) ۔ جہاں ان کے ۲۹ شبانہ یوم صرف ہوئے ، ۴ ہجری میں صفر کی آٹھویں تاریخ کو مدینہ واپس آئے ، مگر ناگہاں ان کا پرانا زخم جو اندر ہی اندر پک رہا تھا ، ایک دن پھٹ گیا اور جمادی الاخری کی نویں تاریخ کو آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی (۱۸) ۔

حضرت ام سلمہ نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات کی خبر سنائی ، آپ خود ان کے گھر تشریف لے گئے ، مکان محشر غم بنا ہوا تھا ، حضرت ام سلمہؓ بار بار کہتی تھیں ,,ہائے غربت میں کیسی موت آئی ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر کی تلقین کی اور فرمایا ان کی مغفرت کی دعا مانگو اور کہو ۔

اللهم اخلفنی فی اهلی بخیر (۱۹)

ترجمہ : اے اللہ مجھے ان سے بہتر ان کا جانشین دے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو سلمہ کی لاش پر تشریف لائے بڑے اہتمام سے نماز جنازہ پڑھی گئی۔ رسول اللہ ؐ نے ان کی نماز جنازہ میں نو تکبیریں کہیں جب ان سے ذکر کیا گیا کہ کیا آپ سے سہو ہوا کہ زائد تکبیریں کہیں ؟ آپ نے فرمایا نہیں میں نے عمداً نو تکبیریں کہی ہیں نہ میں بھولا نہ مجھے سہو ہوا ، بخدا اگر میں ابو سلمہؓ پر ایک ہزار تکبیریں بھی کہتا تو وہ اس کے مستحق تھے ، پھر آپ نے ان کی بیوی بچوں کی کفالت کے لیے سب کو دعوت دی ۔ پھر بچوں کی دلدھی کی ، حضرت ام سلمہؓ سے تسلی و تشفی کے کلمات کہے ، اور جب ام سلمہؓ بین کرنے لگیں ,,من لی مثل ابی سلمة،، (میرے لیے ابو سلمہؓ کے مثل کون ہے ، آپ نے فرمایا کہو (۲۰)

,,اللهم اعطنی اجر مصیبتی ، واخلف علی خیرا منها ،،
(واخلفنی خیرا منها)
(ایضاً ، وعوضنی خیرا منها)
(ایضاً ، واعقبنی خیرا منها)

البتہ میں اپنے دل میں خیال کرتی تھی کہ میرے لیے ابو سلمہ سے بہتر کون ہو سکتا ہے ،، واقعات نے بعد میں ظاہر کر دیا کہ ان سے بہتر خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے (۲۱) ۔

اولاد

حضرت ام سلمہ کے چاروں بچے پہلے شوہر سے تھے ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صلب مبارک سے ان کی کوئی اولاد نہیں ہوئی اور اصابہ ، اسد الغابہ اور طبقات میں سلمہ ، عمر ، اور زینب کا ذکر آیا ہے ، جبکہ صحیح بخاری میں ایک بچی درہ کا ذکر بھی

کیا گیا ہے اور انساب الاشراف میں چاروں بچوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

سلمہؓ

سلمہ حبشہ میں پیدا ہوئے جس وقت حضرت ام سلمہ نے مدینہ ھجرت کی تو یہ ان کی گود میں تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کی لڑکی امامہ کا نکاح انھیں سے کیا تھا (۲۲)۔

عمر

یہ ام سلمہ کے دوسرے بیٹے تھے ان کی پیدائش مدینہ میں ھجرت کے بعد ہوئی الاصابہ اور اسدالغابہ میں ہے کہ حضرت ام سلمہ نے اپنے اسی بیٹے کو حکم دیا کہ میرا نکاح حضور اکرم سے پڑھوا دو۔ یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے عہد خلافت میں فارس اور بحرین کے حاکم رہے۔

درّہ

حضرت ابو سلمہ جناب رسالت مآب کے رضائی بھائی تھے ایک بار جب ام سلمہ حبیبہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ,,میں نے سنا ہے آپ درّہ سے نکاح کرنا چاھتے ھیں فرمایا یہ کیسے ہو سکتا ہے اگر وہ میری ربیبہ نہ ھوتی تو بھی میرے لیے کسی طرح حلال نہ تھی، کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی لڑکی ہے، (۲۳)

زینب

یہ ام سلمہ کی سب سے چھوٹی بیٹی تھی ابو سلمہ کی وفات کو چار ماہ گزر گئے اور زینب کی پیدائش سے عدت کا زمانہ گزر گیا تو نکاح کے پیغام آنے لگے، مگر ام سلمہ برابر انکار فرماتی رھیں۔ (۲۴) یہاں تک کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح ھو گیا تو ابتدا نکاح کے بعد یہ صورت رھی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے تو اپنی شیر خوار لڑکی کو دودھ پلانے لگتیں آپ

یہ دیکھ کر واپس ہو جاتے حضرت عمار بن یاسر ان کے رضائی بھائی تھے یہ سن کر ناراض ہوئے اور لڑکی کو اپنے گھر لے گئے ، یہ انکی چھوٹی بیٹی زینب تھیں (۲۵) ان کا پہلا نام برہ تھا پھر حضور اکرم نے ان کا نام زینب رکھا ۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکاح

سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق نے نکاح کا پیغام دیا ، حضرت ام سلمہ نے انکار کیا ، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت عمر بن الخطاب اور بعض کہتے ہیں حاطب بن ابی بلتعہ القریشی نے پیغام پہنچایا (۲٦) خود حضرت ام سلمہ کے لیے یہ کچھ کم شرف و فخر کی بات نہ تھی ،.بااین ہمہ اپنی عمر ، اہل و عیال اور غیرت مندی کی بنا پر عذر کر دیا ، حضرت ام سلمہؓ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر کر دیجئیے کہ میں نہایت غیرت مند عورت ہوں ، اور بچوں والی ہوں پھر میرے ولیوں میں سے بھی یہاں کوئی موجود نہیں ، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ام سلمہؓ سے جا کر کہدو کہ میں عمر میں تم سے زیادہ ہوں ، جہاں تک تمہاری غیرت کا تعلق ہے میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرونگا تمہاری غیرت جاتی رہے گی ، اور تمہارا یہ کہنا کہ میں بچوں والی ہوں تو اپنے بچوں کو تسلی دو اللہ اور رسول خبر گیری کرینگے اور تمہارا یہ کہنا کہ میرے اولیاء میں سے یہاں کوئی موجود نہیں تو کسی ولی کا موجود ہونا یا نہ موجود ہونا ضروری نہیں ۔

حضرت ام سلمہ نے بڑے بیٹے سے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح پڑھا دو ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپکا نکاح جنگ احزاب سے تین سال قبل ہوا (۲۷) ۔ اور یوں آپ ماہ شوال سنہ ۴ ھجری ۔ مارچ ٦۲۵ ۔ ٦۲٦ کو شامل ازواج مطہرات ہوئیں اور حسب دستور ان کے لیے ایک حجرہ الگ کر دیا گیا یہ حضرت

زینب کا حجرہ تھا اور اس وقت وہ وفات پاچکی تھیں (۲۸) زادالمعاد میں ہے کہ ان کا نکاح حضرت عمر بن الخطاب نے پڑھایا ، کیونکہ حضرت ام سلمہؓ کے بیٹے عمر کی عمر اس وقت صرف تین سال تھی اسلئے ابو الفرح الخوری وغیرہ مورخین کی ایک جماعت نے جس میں ابن سعد بھی شامل ھیں نے کہا ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب نے ھی نکاح پڑھایا (۲۹)

نکاح کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم کو اس سے کم نہیں دونگا جو تمھاری بہن فلان کو دیا ۔ دو چکیاں ، دو گھڑے ، چمڑے کا ایک تکیہ جس میں کھجور کے پتے بھرے تھے ۔ نکاح کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینب ام المساکین کے گھر مین حضرت ام سلمہ کے ساتھ رھنے لگے ، شب زفاف میں حضورؐ نے یہاں ایک گھڑا پایا جس میں کچھ جو تھا اور ایک چکی نیز پتھر کی ایک ھانڈی جس میں کچھ گھی تھا ، حضرت ام سلمہ نے جو پیسا اور گھی ڈال کر روٹی پکائی یہی دولہا دلہن کو اس رات کھانا میسر ھوا ۔ (۳۰)

لوگوں کا بیان ہے صبح کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام سلمہ سے فرمایا یہ تمھارے خاندان والوں کے لیے کوئی گری ھوئی بات نہیں ,,اگر چاھو تو تین دن تمھارے یہاں رھوں یا پانچ دن یا سات دن البتہ میں نے کبھی اپنی بیویوں میں سے کسی کے لیے سات دنوں کی باری نہیں مقرر کی ، حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ جو چاھیں کیجیے میں تو آپ کی بیویوں ھی میں سے ایک ھوں ۔ (۳۱)

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تمھارے پاس ایک مغزی لگی ھوئی رضائی ہے جسکو جاڑے میں اوڑھو گی اور گرمی میں بچھاؤ گی اور ایک چمڑے کا تکیہ ہے جس میں

کھجور کے درخت کی چھال بھری ہوئی ہےاور دو چکیاں ہیں جن سے آٹا پیسو گی ، اور دو گھڑے ہیں ، ایک میں پانی اور ایک میں آٹا رکھو گی ، اور ایک بڑا پیالہ ہے جس میں آٹا گوندھو گی ، ثرید بناؤ گی ، حضرت ام سلمه نے کہا مجھے منظور ہے۔ سو یہی ان کا مہر ٹھہرا ۔ (۳۲)

حضرت ام سلمه کے نکاح کی خبر سے امہات المومنین کا تأثر

حضرت عائشه سے روایت ہے جب حضرت ام سلمہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں تو حضرت عائشہؓ کو ان کے حسن و جمال کا حال سن کر بڑا رشک آیا اور نہایت غمزدہ ہوئیں ، اور اپنی غمگسار حضرت حفصہؓ سے ذکر کیا ، انھوں نے تسلی دی اور کہا که چل کر ان کو دیکھنا چاهیے ۔ چنانچه دونوں دیکھنے آئیں دیکھنے پر انھوں نے اعتراف کیا که واللہ انکی خوبصورتی کا جہاں تک ذکر کیا جاتا ہے اس سے بہت زیادہ حسین ہیں ۔ (۳۳)

هند بنت حارث فراسیه سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ بیشک عائشه میرا ایک حصه ہے جس میں ان سے پہلے کوئی نازل نہیں ہوا جب حضورؐ نے حضرت ام سلمه سے نکاح کیا تو کسی نے آپ سے سوال کیا ۔ یا رسول اللہؐ اب اس حصے کا کیا حال ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے تو لوگوں کو اندازہ ہوا کہ اس جگہ حضرت ام سلمہؓ نازل ہو گئیں ۔

حضرت ام سلمه سے روایت حدیث

حضرت ام سلمه کے اقوال اور روایتوں سے ظاہر ہوتا ہے که قدرت نے آپ کو حسن و جمال کے ساتھ دانش و حکمت بھی عطا کی تھی۔ آپ کا علمی مقام و مرتبه آپکی روایات سے ظاہر ہے ، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے بہت سے مسائل اور اسلامی تعلیمات روایت کیئے ، آپ نے ابو سلمه اور فاطمه زہرا سے بھی روایتیں امت

کو پہنچائی ھیں ، اسناد سے واضح ھوتا ہے کہ آپ سے آپ کی دونوں اولاد عمر، و زینب اور ان کے بھائی عامر اور ان کے بھائی کے بیٹے مصعب بن عبداللہ اور ان کے مکاتب نبھان ، ان کے آزاد کردہ غلام عبداللہ ابن رافع اور نافع اور سفینہ اور ان کے بیٹے اور ابو کثیر اور خیرہ حسن کی والدہ نے روایت کی ۔ اور وہ لوگ جو صحابہ میں شمار ھوتے ھیں انہوں نے بھی روایت کی ۔ صفیہ بنت شیبہ ، ھند بنت حارث فراسیہ ، قبیصہ بنت ذؤیب اور عبدالرحمن ابن حارث اور کبار تابعین میں سے ابو عثمان نہدی ، ابو وائل ، سعید ابن مسیب ، ابو سلمہ اور حمید جو عبدالرحمن بن عوف کے بیٹے ھیں اور عروۃ اور ابو بکر ابن عبدالرحمن ، سلیمان بن یسار اور دوسرے لوگوں نے ، روایت کی (۳۴)۔

ام المومنین ام سلمہ کے موالی

شیبہ بن نصاح بن سرحیس بن یعقوب حضرت ام سلمہ کے آزاد کردہ غلام تھے (۳۵) ۔ سفینہ مولائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بعض کی رائے کے مطابق اُن کا نام رباح تھا ایک سفر میں لوگوں نے اپنی ڈھالیں اور تلواریں اُن پر لاد دیں ۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا کہ تم تو سفینہ ھو یوں ان کا نام سفینہ پڑ گیا بعض کی رائے کے مطابق حضرت ام سلمہ نے اُن کو خریدا اور اس شرط پر آزاد کیا کہ جب تک وہ زندہ رھیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتے رھیں (۳۶)۔

حضرت حسن بصری کی ماں کا نام خیرہ تھا اور باپ کا نام یسار تھا یہ آزاد کردہ غلام تھے خیرہ حضرت ام المومنین ام سلمہ کی آزاد کردہ لونڈی تھیں لوگ کہتے ھیں کہ جب ان کی ماں خیرہ کہیں جاتیں تو حسن کو ام سلمہ کے سپرد کر جاتیں جب حسن بھوک سے روتے تو ام المومنین اپنے سینے سے لگالیتیں اور بہلاتی رھتیں یہاں

تک کہ ان کی ماں آتیں ان کے سینے سے دودھ بہنے لگتا اور وہ پیتے ، لوگ کہتے ہیں کہ ان کی حکمت و فصاحت اسی دودھ کی برکت سے تھی (۳۷)

مقصم مولی ابن عباس جسکی کنیت ابو قاسم تھی انہوں نے ام المومنین ام سلمہ سے حدیثیں سن کر روایت کیں (۳۸)۔

نافع مدنی ابو میمونہ کے شاگرد تھے اور ابو میمونہ حضرت ام سلمہ کے آزاد کردہ غلام تھے (۳۹)۔

ام سلمہ کی سیاسی بصیرت

حضرت ام سلمہ غیر معمولی ذہانت کی مالک تھیں ، ظاہری حسن کے ساتھ اللہ تعالی نے انہیں ذہن رسا ، اور بے مثال فہم و ذکا سے نوازا تھا ، نہایت دانا اور معاملہ فہم تھیں ، امام الحرمین فرمایا کرتے تھے کہ صنف نازک کی پوری تاریخ اصابت رائے میں حضرت ام سلمہ کی مثال پیش نہیں کر سکتی ۔ (۴۰)

صلح حدیبیہ کے وقت رسول اللہؐ کو ان کا صائب مشورہ دینا بہت مشہور واقعہ ہے صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ صلح کے بعد رسول اللہؐ نے حکم دیا کہ لوگ حدیبیہ میں قربانی کریں اور چونکہ شرائط صلح بظاہر مسلمانوں کے خلاف تھیں اس لیے عام طور پر لوگوں میں نہایت بددلی اور حسرت و یاس پھیلی ہوئی تھی ۔ معاہدے کے خاتمے پر آپ نے صحابہ کو احرام کھولنے اور قربانی کے جانور کو ذبح کرنے کا حکم دیا ۔ مگر آپ کے تین بار حکم دینے پر بھی کوئی شخص تعمیل ارشاد کے لیے حرکت میں نہ آیا اور نہ آمادہ ہوا ، آپ خاموشی کی حالت میں خیمے میں آئے اور حضرت ام سلمہؓ سے واقعہ بیان کیا ، انہوں نے کہا ,,آپ کسی سے کچھ نہ فرمایئے باہر نکل کر خود قربانی کیجیے اور احرام اتارنے کے لیے بال منڈوایئے آپ نے ایسا ہی کیا ، جب لوگوں نے دیکھا کہ آپ کا اعلان اٹل ہے اور خود اس پر

عمل پیرا هیں تو سب نے قربانیاں کیں اور احرام اتارنے میں مصروف ہو گئے ۔ (۳۱) حضرت ام سلمه کی اس رائے کی تحسین سب نے کی ہے ۔

حجة الوداع کے موقع پر حضرت ام سلمۃؓ بیمار تھیں مگر آپ کو گوارہ نہ ہوا کہ وہ دینی فرض سے پہلوتہی کریں آنحضرت صلعم کے ساتھ آئین طواف کے متعلق رسول اللہؐ نے فرمایا ام سلمه جب نماز فجر ہونے لگے تو تم اونٹ پر سوار ہو کر سب کے پیچھے پیچھے طواف کر لینا ۔ (۳۲)

عبدالرحمن بن حارث سے روایت ہے که رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم کسی ایک سفر میں حضرت صفیه بن حی اور ام سلمه کے ساتھ تھے ۔ تو حضور اکرم غلطی سے حضرت صفیه کے هودج کے قریب گئے اور باتیں کرنے لگے یه خیال هوتے هوئے که ام سلمه کا هودج ہے ، اور اس دن ام سلمه کی باری تھی حضور اکرم صلی اللہ علیه وسلم حضرت صفیه کو خطاب کر چکے تھے اسلیے باتیں کرنے لگے ، اس پر حضرت ام سلمه کو غصه آ گیا اور جب حضور اکرم صفیه سے رخصت هو کر حضرت ام سلمه کے پاس تشریف لائے تو ام سلمۃؓ کہنے لگیں که آپ میری باری کے دن میں یہودی کی بیٹی سے باتیں کر رہے تھے اور آپ رسول اللہ هیں ؟ پھر بعد میں اپنی اس بات پر ان کو سخت ندامت هوئی اور حضور اکرم سے معافی کی طلب گار هوئیں ۔

حضرت ام سلمه نے ولید بن ولید بن المغیرة کی وفات پر یه مرثیه کہا ۔

یاعین فابکی للولید بن الولید بن المغیرة :

اے آنکھ ولید بن ولید بن المغیرة پر آنسو بہا ۔

قد کان غیثا فی السنین ورحمة فیناومیرة

سالہا سال تک ہم میں ابر کی طرح رحمت اور غذا رہا

ضخـم الدسیعة ماجد یسمو الی طلب الوتیر

بڑی دادودھش والا عظمت و مجد والا اور اچھے اخلاق کی طلب میں رفعت پسند تھا ۔

مثل الولید بن الولید ابی الولید کفی العشیرة

ولید بن الولید ابو الولید جیسا شخص فیصلے کے لیے کافی ہے

سنہ ۵ ھجری میں جب کہ بنو قریظہ کے محاصرہ میں یہود سے گفتگو کرنے کے لیے بارگاہ نبوت سے حضرت لبابہ بھیجے گئے تو حضرت لبابہ نے اثناء مشورہ ھاتھ کے اشارہ سے یہودیوں کو بتلایا کہ تم قتل کئے جاؤ گے مگر اس کو افشائے راز سمجھ کر اتنے نادم ھوئے کہ مسجد کے ستون سے اپنے کو باندھ دیا اور بہت دنوں تک اپنے آپ کو اسی حال میں رکھا ۔

ایک دن صبح کو جناب رسالت مآب حضرت ام سلمہؓ کے مکان میں مسکراتے ھوئے اٹھے تو آپ بولیں اللہ تعالی آپ کو ھمیشہ ھنسائے اس وقت مسکرانے کا کیا سبب ہے ؟ فرمایا ۔ ابو لبابہ کی توبہ قبول ھو گئی ، حضرت ام سلمہؓ نے اجازت چاھی کہ ان کو یہ مژدہ سنا دیں فرمایا ,,ھاں اگر چاھو ،، ان کا مکان مسجد نبوی سے اتنا قریب تھا کہ گھر سے آواز دینے پر مسجد سے سنی جا سکتی تھی ، اجازت پاکر اپنے حجرہ کے دروازے پر کھڑی ھوئیں اور پکار کر کہا ,,ابو لبابہ مبارک ھو تمھاری توبہ قبول ھو گئی ،، پھر کیا تھا یہ آواز کانوں میں پہنچتے ھی یہ خبر سارے شہر میں پھیل گئی تمام مدینہ ازدحام بن کر اٹھ آیا ۔

واقعہ ایلا میں حضرت ابو بکر اور حضرت عمر نے اپنی اپنی صاحبزادیوں کو سمجھایا ، اور حضرت عمر حضرت ام سلمہ کے پاس بھی آئے اور گفتگو کی تو حضرت ام سلمہ نے ذرا سخت لہجہ میں کہا ۔

عجبا لک یا ابن الخطاب دخلت فی کل شیئٔ حتی تبغی ان
تدخل بین رسول اللہ وازواجه

ابن الخطاب! تعجب ہے کہ تم ہر بات میں دخل دیتے ہو ، یہاں تک کہ اب تم رسول اللہ صلعم اور ان کی ازواج کے درمیان بھی دخل دینے لگے ۔

امام حسین کی شہادت کے متعلق رسول اللہ صلعم حضرت ام سلمہ سے بہت پہلے پیشن گوئی فرما چکے تھے ، چنانچہ جس وقت حضرت حسین کربلا میں شامی فوج کے نرغے میں دلیرانہ استقامت و پامردی سے اپنی زندگی کے آخری لمحے پورے کر رہے تھے عین اسی وقت حضرت ام سلمہ نے خواب میں دیکھا کہ حضور اکرم تشریف لائے اور نہایت پریشان ہیں ، سر اور ریش مبارک غبار آلود ہے پوچھا یا رسول اللہ کیا حال ہے ؟ فرمایا حسین کے مقتل سے واپس آرہا ہوں ، آنکھ کھلی تو آنسو جاری ہو گئے ، اسی عالم میں زبان سے نکلا ، اہل عراق نے حسین کو قتل کر دیا خدا ان کو قتل کرے حسین کو ذلیل کیا خدا ان پر لعنت کرے ۔ (۴۳)

حضرت ام سلمہ کی زندگی سرتاپا زہد کا مکمل نمونہ تھی ، مال و ثروت کی طرف بہت کم توجہ کرتی تھیں ، ایک دفعہ ایک ہار پہن لیا ، جس میں کچھ سونا بھی شامل تھا آنحضرت صلعم نے اعتراض فرمایا تو اتار ڈالا ، ہر مہینہ میں دو شنبہ ، جمعرات اور جمعہ تین دن روزہ رکھتی تھیں ، پہلے شوہر کی اولاد ساتھ تھی جن کی پرورش نہایت احتیاط اور محبت سے کرتی تھیں ، آنحضرت صلعم سے ایک بار آپ نے پوچھا کہ ,, مجھے کچھ اسکا ثواب ملیگا،، فرمایا ,,ہاں ،، اوامرو نواہی کا بھی بہت خیال رکھتی تھیں ، نماز کے اوقات میں بعض لوگوں نے مستحب وقت کو ترک کر دیا تو حضرت ام سلمہ نے ان کو تنبیہہ کی اور فرمایا کہ آنحضرت صلعم

ظہر جلد پڑھا کرتے تھے اور تم عصر جلد پڑھتے ہو۔

خود بڑی سخی تھیں اور دوسروں کو بھی سخاوت کی ترغیب دیتی تھیں ایک بار چند فقیر ان کے گھر آئے اور بڑی لجاجت سے سوال کرنے لگے ام الحسن (بصری) ان کے پاس بیٹھی تھیں ، انھوں نے ڈانٹا ، مگر ام سلمہ نے ان کو روکا اور کہا کہ ہم کو اسکا حکم نہیں دیا گیا ,, پھر لونڈی کو حکم دیا کہ ان کو کچھ دے کر رخصت کرو ، کچھ نہ ہو تو ایک چھوہارا ان کے ہاتھ پر رکھ دو۔

ایک مرتبہ حضرت عبدالرحمن بن عوف نے ان سے کہا ,,اماں ,, میں اپنے مال کی کثرت سے ڈرتا ہوں مبادا یہ مجھے ہلاک کرے کہ قریش میں سب سے زیادہ مال دار ہوں ام المومنین نے فرمایا میرے بیٹے خرچ کرو میں نے آنحضرت صلعم سے سنا آپ نے فرمایا میرے بہت سے ایسے اصحاب ہیں جو مجھ سے جدا ہونے کے بعد مجھے نہ دیکھیں گے۔ حضرت عبدالرحمن نکلے تو حضرت عمرؓ سے ملاقات ہوئی انھوں نے حضرت عمر کو خبر دی حضرت عمر آئے اور ام المومنین کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا واللہ میں انھیں میں سے ہوں ام المومنین نے فرمایا میں تمھارے بعد کسی کو ہر گز آزمانا نہیں چاھتی۔ آپ میں قناعت اس قدر تھی کہ حضرت عائشہ جیسی کامل الاوصاف بیوی نے جو باتیں وفات سے قبل آنحضرت صلعم نے حضرت فاطمہ کے کان میں کہی تھیں بے تابانہ حضرت فاطمہ سے اسی وقت دریافت کیں اور جواب نہ پاکر شرمندگی اٹھانا پڑی مگر حضرت ام سلمہ نے توقف کیا اور رسول اللہ کی وفات کے بعد دریافت کیا۔

انما یرید اللہ لیذھب منکم الرجس اھل البیت

یہ آیت مبارکہ انھیں کے گھر نازل ہوئی ، جس وقت یہ آیت اتری تو آنحضرت صلعم نے حضرت فاطمہ حضرت علی ، حضرت حسین ،

اور حضرت حسن رضی اللہ عنہم کو بلا بھیجا اور فرمایا : ,,ھولاء اھل بیتی ,, یہ میرے اھل بیت ھیں ، حضرت ام سلمہ نے اپنے حجرے سے پکار کر عرض کیا یا رسول اللہؐ میں بھی آپکی اھل بیت میں سے ہوں ؟ فرمایا ھاں انشاء اللہ ۔ (۴۴)

ازواج مطہرات میں فضل و کمال کے اعتبار سے حضرت عائشہ کے بعد انھیں کا درجہ تھا مصنف اصابہ نے ان کا ذکر حسب ذیل الفاظ میں کیا ہے ۔

کانت ام سلمہ موصوفة بالجمال البارع والعقل البالغ والرأی الصائب

ام سلمہ حسن و جمال میں فائق ، عقل و دانشمندی میں کامل اور رائے میں نہایت صائب تھیں ۔

حضرت ام سلمہ نے ابو سلمہ ، حضرت فاطمہ زھرا اور خود جناب رسالت مآب صلعم سے احادیث روایت کی ھیں ، آپ کو حدیث سننے کا بہت شوق تھا ، ایک دفعہ بال گندھوانے میں مصروف تھیں کہ اتنے میں آنحضرت صلعم خطبہ دینے کے لیے منبر پر رونق افــروز ہوئے ، زبان سے ,,یا ایھا الناس,, کا لفظ نکلا تھا کہ مشاطہ سے بولیں ,,بال باندھ دو ,, اس نے کہا جلدی کیا ہے ۔ ابھی زبان سے ,,یاایھا الناس,, ھی نکلا ہے ۔ حضرت ام سلمہ نے کہا کیا خــوب ھم آدمیوں میں داخل نہیں ھیں ، اس کے بعد خود بال باندھ کر اٹھ کھڑی ہوئیں اور کھڑے ہو کر پورا خطبہ سنا ۔

اس واقعہ سے ان کی اعلی ذوقی اور اعلی حوصلگی کا اندازہ ہوتا ہے دینی مسائل سے ام المومنین حضرت ام سلمہ کو بیحد شغف تھا ان کے تفقہ پر ذیل کی روایات سے کافی روشنی پڑتی ہے ۔

حضرت ابوھریرہ رمضان کے دنوں میں جنابت کی حالت کو ناقص صوم خیال کرتے تھے ، ایک شخص نے حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ سے اس خیال کی تصدیق چاھی ، دونوں نے تردید کی اور کہا کہ

آنحضرت صلعم خود بحالت جنابت روزے سے پائے گئے ، حضرت ابوھریرہ کو معلوم ھوا تو سخت نادم ھوئے اور کہا میں کیا کروں ، فضل بن عباس نے مجھ سے یہی کہا تھا ، لیکن ظاھر ہے ام سلمہ اور حضرت عائشہ کو زیادہ علم ہے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر عصر کے بعد دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے مروان نے پوچھا آپ یہ نماز کیوں پڑھتے ھیں ؟ کہا آنحضرت صلعم بھی پڑھا کرتے تھے چونکہ حضرت عبداللہ نے یہ حدیث حضرت عائشہ کے واسطے سے سنی تھی اس لیے مروان نے ان کے پاس تصدیق کے لیے آدمی بھیجا ، انھوں نے کہا کہ مجھ کو ام سلمہ سے پہنچتی ہے ، حضرت ام سلمہ کے پاس آدمی گیا اور یہ قول نقل کیا تو بولیں۔

,,یغفر اللہ لعائشة لقد وضعت امری علی غیر موضعه اولم اخبرھا أن رسول اللہ صلعم قد نھی عنھا،،

اللہ عائشہ کی مغفرت کرے ، انھوں نے میری بات برجا طریقہ پر سمجھی ، کیا میں نے انھیں یہ خبر نہیں دی تھی کہ آنحضرت صلعم نے ان کے پڑھنے کی ممانعت فرمائی ہے ؟۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے عمرہ کے متعلق سوال کیا کہ آیا حج سے پہلے عمرہ کرے یا حج کے بعد آپ نے فرمایا چاھے عمرہ حج سے پہلے کرے یا حج کے بعد یعنی دونوں صورتوں میں جائز ہے۔ اس سائل کو تسکین نہیں ھوئی ، وہ ان کے پاس سے دوسری ازواج کے پاس گیا ، سب نے ایک ھی جواب دیا ، واپس آکر ام سلمہ کو یہ خبر سنائی تو بولیں نعم و اشفیک : ٹھہرو میں تمھاری تشفی کر دیتی ھوں میں نے اس کے متعلق آنحضرت صلعم سے حدیث سنی ہے۔

اھلّوا یا آل محمد بعمرة فی حج ،

کسی حج کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ، اے ال محمد

تم عمرہ کا احرام باندھو۔محمد بن لبید نے فرمایا۔

کان ازواج النبی صلعم یحفظن من حدیث النبی صلعم کثیراً اولا مثلاً لعائشة و ام سلمة ۔

یعنی یوں تو ازواج مطہرات میں سب کو کثرت سے احادیث حفظ تھیں مگر حضرت عائشہ اور ام سلمہ کے برابر کوئی نہ تھیں ۔

حضرت ام سلمہ کی متکلمانہ نکتہ چینی

ایک بار صحابہ میں استوی علی العرش کے مفہوم پر بحث چھڑی ، کہ اللہ تعالیٰ کسطرح عرش ، پر براجمان ہوا، تخت پر آدمی یا بادشاہ تو بیٹھ سکتا ہے ، مگر اللہ تعالیٰ جو غیر محدود ہے وہ کیونکر تخت پر جاگزین ہو سکتا ہے جب بحث نے طوالت اختیار کی تو ام سلمہ نے صحابہ کی باتوں کو سنکر فرمایا ۔

اِلاِستواء مَعلُوم ، والکَیف مَجهول ، وَالسؤالَ عَنه بِدعَة وَالبحثُ عَنه کفر (۴۵)

کہ استوا تو معلوم ہے اس میں کوئی راز نہیں ، البتہ اللہ غیر محدود کا جاگزیں ہونا علم میں نہیں آتا ، اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں پوچھ گچھ کرنا بدعت ہے ، اور اس بحث میں غلو سے کام لینا کفر کا خدشہ ہے۔ آپ کے یہ الفاظ امام مالک کی روایت میں محفوظ ھیں ۔

فقہی بصیرت

حضرت ام المومنین ام سلمہ کی ذہانت احکام و مسائل کی باریکیوں کے سمجھنے اور معاملات کی تہہ تک پہنچنے سے ظاہر ہے اسی وصف کو فقہی بصیرت یا فقاہت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ان کے وہ سوال جو انھوں نے حضور اکرمؐ سے وقتاً فوقتاً کئے اس نکتے کی مزید وضاحت کرتے ھیں آج بھی بہت سے مسائل کا حل ان کے سوالات اور جوابات سے ظاہر ہوتا ہے ذیل کی روایت مسئلہ تقدیر سے متعلق ہے۔

ام سلمه رضی الله عنها سے روایت ہے انہوں نے کہا یا رسول الله صلی الله علیه وسلم آپکو ہر سال درد و تکلیف جو لاحق ہوتی ہے یہ اس زہر آلود بکری کی وجه سے ہے جو آپ نے کھائی تھی حضور اکرم صلی الله علیه وسلم نے فرمایا مجھے اس بکری سے صرف وہی اذیت پہنچی جو میرے لیے لکھ دی گئی تھی جبکه آدم علیه السلام ابھی اپنی مٹی میں غلطاں تھے۔

آگ کی پکی ہوئی چیز کھا کر کلی کئے بغیر نماز کی ادائیگی

عام طور سے یه خیال لوگوں میں غالب ہے که آگ کی پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد نماز پڑھنے سے پہلے کلی کرنا ضروری ہے لیکن ذیل کی حدیث سے ظاہر ہوتا ہے که حضور صلی الله علیه وسلم بھنا ہوا دسته تناول فرمـــا رہے تھے پھر آپ کلی کئے بغیر نماز پڑھانے لگے

وعن ام سلمه انما قالت قربت الی النبی صلی الله علیه وسلم جنباً مشویا فاکل منه ثم قام الی الصلوة ولم یتوضأ رواه احمد :

امام احمد نے اس کی روایت کی حضرت ام سلمه رضی الله عنها سے روایت ہے که انہوں نے کہا میں نے بکری کا بھنا ہوا ایک پہلو رسول الله صلی الله علیه وسلم کو پیش کیا آپ اس گوشت سے تناول فرمانے لگے۔ پھر آپ نماز کے لیے تشریف لے گئے اور وضو (کلی) نہیں کیا۔

کیا غسل کرنے میں جوڑا کھولنا ضروری ہے ؟

اسی طرح ایک مسئله عورتوں کے لمبے بالوں کے پاک کرنے کے متعلق حضرت ام المومنین ام سلمه کا یه سوال واضح کرتا ہے۔

عن ام سلمه قالت قلت یا رسول الله انی امراة اشد ضفر راسی افانقضه لغسل الجنابة فقال لا انما یکفیک ان تحثی علی راسک ثلث حثیات ثم تفضین علیک المآء فتطهرین۔ (رواه مسلم)

ام سلمه رضی الله عنها سے روایت ہے فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول الله میں ایسی عورت ہوں که میرے سر کا جوڑا بہت گھنا اور

سخت ہوتا ہے تو جنابت کے غسل میں کیا اسکو کھول دوں ؟ آنحضرت نے فرمایا تمھارے لیے یہ کافی ہے کہ اپنے سر پر تین مرتبہ چلو سے پانی ڈالو اور پھر اپنے اوپر پانی بہاؤ پاک ہو جاؤ گی ۔

مسلم نے اسکو روایت کیا ہے

روزے کی حالت میں ازدواجی تعلقات

,,حضرت عائشه اور ام سلمه روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح جنابت کی حالت میں اٹھتے تھے اور روزے سے ہوتے تھے اور عبد ربہ کی حدیث میں ہے کہ رمضان میں حالت جنابت میں صبح کرتے تھے ،، اس حدیث سے یہ ظاہر ہے کہ صبح صادق سے پہلے تک میاں بیوی ہم بستر ہو سکتے ہیں اور صبح کو سورج کے اچھی طرح روشن ہونے پر غسل کر سکتے ہیں اور روزے میں کوئی خلل ناپاکی کی وجہ سے پیدا نہیں ہوتا ۔ البتہ یہ یقینی طور سے واضح ہے کہ صبح صادق سے غروب آفتاب تک میاں بیوی ہم بستر نہیں ہو سکتے ورنہ کفارہ لازم آئیگا ۔ (۳۶)

کپڑے زمین پر گھسٹتے ہوئے گزرنا

ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف کی ام ولد سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں اپنا دامن گھسیٹ کر گزرتی تھی ناپاک و گند سے گزرتی اور پھر پاک جگہ سے بھی گزرتی تو میں ام سلمه کے پاس آئی اور ان سے اس معاملے کے بارے میں سوال کیا تو ام سلمه نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہتے سنا ,,کہ بعد کا چلنا دامن کو پاک کر دیتا ہے ۔ ،،

اس حدیث سے یہ مترشح ہے کہ اگر کسی ناپاک جگہ سے گزرتے وقت اگر کپڑے کا کنارا کچھ ناپاک ہو گیا یا شبہ ہو کہ ناپاک ہو سکتا ہے تو جب وہ کنارہ پاک جگہ سے گھسٹتا ہوا گزرتا ہے تو خشک مٹی یا غبار و خاک سے ناپاکی دور ہو جاتی ہے ، البتہ اگر نجاست

زیادہ ہو تو دھونا ضروری ہے، صرف خشک مٹی سے گزرنے سے پاکی حاصل نہیں ہو سکتی (۴۷)

غیر لڑکیوں کے صفات بیان کرنا

ذیل کی حدیث اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ کسی بد کردار کا جوان لڑکیوں کی صفات بیان کرنا اور انکے جسمانی صفات کا ذکر منع ہے ایسے ذکر کی اجازت نہیں دی جا سکتی کہ یہ بد اخلاقی اور برائی کا پیش خیمہ ہے۔

زینب بنت ابی سلمہ اپنی ماں سے روایت کرتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل ہوئے تو میرے پاس مخنث اور میرے بھائی عبداللہ بن ابی امیہ تھے، اور مخنث عبداللہ سے یہ کہہ رہا تھا اے عبداللہ بن ابی امیہ اگر اللہ تعالی تمھیں کل طائف پر فتح دے تو تم ضرور غیلان کی بیٹی کو دیکھنا کہ وہ چلتی ہے تو اس کے پیٹ میں چار بل اور پشت پر آٹھ بل پڑتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو سنا اور حضرت ام سلمہ سے فرمایا : یہ ہر گز تمھارے ھاں نہ آنے پائے (۴۸)

مقدمات کے فیصلے

ام المومنین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں کے متعلق خود پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے کا ذکر کیا ہے جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ لوگ چرب زبانی اور طرح طرح کے وسیلوں سے غلط فیصلے اپنے حق میں کرا لیتے ہیں یہ غلط فیصلے جہنم کی آگ سے نہیں بچا سکتے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ بھی اگر وہ حق پر مبنی نہیں ہے تو وہ ناحق ھی سمجھا جائیگا۔

ام المومنین ام سلمہ سے روایت ہے فرماتي هیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنا جھگڑا میرے پاس لاتے ہو تم میں سے بعض چرب زبانی کی وجہ سے اپنے حق میں فیصلہ کروا لیتے ھیں اور

میں تو صرف انسان ہی ہوں سننے پر فیصلہ کر دیتا ہوں اور جس نے اپنے بھائی کے حق میں سے کچھ لے لیا تو بے شک یہ آگ ہے اسکو لینا نہ چاہیئے (اور یہ آگ اس کے لیے پھول نہیں بن سکتی اور نہ باعث رحمت)(۴۹) ۔

اولیاء و انبیاء کا مال سے احتراز

ام سلمہ فرماتی ہیں کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو آپ کے چہرے پر پریشانی دیکھی ، میں نے پریشانی کی وجہ دریافت کی تو حضور اکرمؐ نے فرمایا سات دینار جو کل سے ہمارے بستر کے نیچے ہیں وہ تکلیف کا باعث ہیں ۔ (۵۰)

امہات المومنین کے دو گروہ

حضرت عائشہ سے روایت ہے فرماتی ہیں بے شک لوگ اپنے اپنے ہدایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ کی باری کے دن بھیجتے تھے اور اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا چاہتے تھے ، وہ یہ بھی فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں دو گروہ میں منقسم تھیں ، ایک گروہ میں حضرت عائشہ حضرت حفصہ اور حضرت سودہ تھیں اور دوسرے گروہ میں حضرت ام سلمہ اور دوسری ساری امہات المومنین ، حضرت ام سلمہ کی طرف دار امہات نے اس بات پر گفتگو کی اور حضرت ام سلمہ کہنے لگیں کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کیجیے کہ حضور خود لوگوں سے کہیں کہ جو ہدیہ دینا چاہتا ہے اسکو چاہیۓ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ بھیجے آپ جہاں بھی تشریف رکھتے ہوں ۔

ام المومنین ام سلمہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کی تو آپ نے فرمایا :

,,مجھے عائشه کے بارے میں تکلیف نه دو ، مجھ پر اس وقت بھی وحی آتی ہے جب میں عائشه کے لحاف میں ھوتا ھوں ، اور کسی دوسرے کے ساتھ رھتے ھوئے نہیں آتی،، ۔ام المومنین ام سلمه نے فرمایا میں الله تعالی کی طرف رجوع کرتی ھوں اس بات سے که آپ کو یا رسول الله صلی الله علیه وسلم کو تکلیف دوں پھر ان خواتین نے حضرت فاطمه کو بلایا اور رسول الله صلی الله علیه وسلم سے گفتگو کرنے کو بھیجا جب حضرت فاطمه نے گفتگو کی تو آپ نے فرمایا اے میری بیٹی کیا تم اسکو نہیں محبوب رکھتیں جسکو میں محبوب رکھتا ھوں ؟ حضرت فاطمه نے فرمایا ھاں تو آپ نے فرمایا تو اسکو بھی پسند کرو (متفق علیه)

وصال سے پہلے حضور صلی الله علیه وسلم کی حضرت فاطمه کے ساتھ گفتگو

ام سلمه سے روایت ہے که رسول اکرم نے فاطمه کو فتح مکه کے سال بلایا اور ان سے آھسته آھسته باتیں کیں تو وہ رونے لگیں پھر ان سے باتیں کیں تو وہ ھنسنے لگیں ۔ پھر جب رسول الله صلی الله علیه وسلم وفات پاگئے تو کچھ دنوں کے بعد حضرت ام سلمه نے ان سے سوال کیا ان کے رونے اور ھنسنے کا سبب کیا تھا انھوں نے کہا که مجھے رسول اکرم نے اپنے وفات پانے کی خبر دی تو میں رونے لگی پھر مجھے خبر دی که میں جنت میں عورتوں کی سردار ھونگی سوائے مریم بنت عمران کے ، اس پر میں ھنسی ، (۵۱)

سب سے پسندیدہ عمل

ام المومنین حضرت عائشهؓ ام المومنین ام سلمه سے سوال کیا گیا که کونسا عمل حضور صلی الله علیه وسلم کو سب سے زیادہ پسند تھا آپ نے فرمایا وہ عمل جسکو کوئی ھمیشه کرے اگرچه کم ھو (ایسا عمل آپکو سب سے زیادہ محبوب تھا) ۔

بیٹیوں اور بہنوں پر خرچ کرنا جہنم کی آگ سے خلاصی ہے

عبداللہ مخزومی فرماتے ہیں کہ ام سلمہ حضور اکرم کی بیوی ہم پر داخل ہوئیں تو انہوں نے کہا اے بیٹے کیا میں تمہیں ایسی بات نہ بتاؤں جو میں نے حضور اکرمؐ سے سنی تو انہوں نے کہا کیوں نہیں اے اماں ، فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے یہ کہتے سنا جو شخص خرچ کرے دو بیٹیوں ، دو بہنوں یا دو قرابت داروں پر اور سارے اخراجات کا متحمل ہو اس وقت تک جب اللہ تعالیٰ آپ کو بے نیاز کر دے یا کفایت کرے تو وہ دونوں اس کے لیے ایسے پردہ ہونگی جہنم کی آگ سے ۔

ذوالحج میں قربانی کی نیت رکھنے والے کے لیے مستحب اعمال

حضرت ام سلمہ سے روایت ہے جب ذوالحج کا ابتدائی) عشرہ داخل ہو اور ایک شخص قربانی کا ارادہ رکھتا ہے تو اسکو چاهیئے کہ اپنے بال اور چمڑے کو نہ کھرچے (سختی کے ساتھ کہ بال اکھڑ جائیں) (۵۲)

کسی کے مرنے پر آہ و بکا اور بین کرنے سے گھر میں شیطان داخل ہوتا ہے

حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا جب ابو سلمہ وفات پاگئے تو میں نے کہا وطن سے دور اور اجنبی زمین میں مرے پھر ڈھاریں مار کر رونے لگی ، تو ایک عورت بالائی شہر سے میری تسلی و تشفی کے لیے آئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم یہ چاهتی ہو کہ شیطان کو ایسے گھر میں داخل کرو جس سے اللہ تعالیٰ نے اسکو نکال دیا ہے ؛ ام المومنین فرماتی ہیں یہ سنکر میں ان پر نہ روئی (۵۳)

وفات

ان کے سنہ وفات میں اختلاف ہے ، واقدی کا بیان ہے کہ شوال سنہ ۵۹ ھ میں وفات پائی اور حضرت ابو ہریرہ نے نماز جنازہ

پڑھائی ، ابن حبان کہتے ہیں آخر ٦١ ھ میں امام حسین بن علی کی شہادت کے بعد آپ نے انتقال کیا اور ابو خیثمہ کہتے ہیں کہ ان کا زمانہ وفات یزید بن معاویہ کا عہد خلافت ہے (یعنی آخر سنہ ٦٠ ھ مگر حق یہ ہے کہ حضرت ام سلمہ کا سال وفات سنہ ٦٣ ھ اسی سال افواج نے مدینہ منورہ کو تاخت و تاراج نے مدینہ منورہ کو تاخت تاراج کیا ۔

وفات کے وقت ام المومنین ام سلمہ کی عمر ۸۴ سال تھی ، حضرت ابو ہریرہ نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں قاعدہ تھا کہ حاکم وقت جنازہ کی نماز پڑھاتا تھا اس زمانے میں ولید بن عقبہ مدینہ کے والی تھے مگر ام سلمہ کی وصیت کی وجہ سے وہ نہ آنے پائے ، اس لیے حاکم کی جگہ حضرت ابو ہریرہ نے یہ فرض ادا کیا ، کیونکہ صحابہ میں فضل و کمال ، قدر و منزلت کے اعتبار سے اس وقت سب سے زیادہ جلیل القدر یہی تھے (۵۴)

حوالہ جات

١ . الاصابہ : ابن حجر عسقلانی ج ۴ ص ۳۳۹

۲ ـ الاصابہ ج (۴) ص ۳۳۹

۳ ـ المعارف ـ ابن قتیبہ ص ١٣٦

۴ ـ جوامع السیرة : ابن حزم ص نمبر ٦٣ ـ

۵ ـ النساب الاشراف ص ۸۸ و ۹۴ المعارف ابن قتیبہ ص ١٢٨

٦ ـ الطبقات ابن سعد ج ۸ ص ۸۹

۷ ـ الاصابہ ج ۴ ص ۳۳۹

۸ ـ النساب الاشراف ص ۲۵۸

۹ ـ النساب الاشراف ص ۲۵۸

١٠ ـ اسد الغابہ ج ۵ ص ۵۸۸

۱۱ ـ الاصابه ج ۴ ص ۳۳۹ : اسد الغابه ج ۵ ص ۵۸۸ ـ

۱۲ ـ جوامع السیرة ص ۸۵

۱۳ ـ سیرت ابن هشام و روض الانف ج ۲ ص ۲۸۵

۱۴ ـ اسد الغابه ج ۵ ص ۵۸۹ ـ

۱۵ ـ الاصابه ج ۴ ص ۳۰۸ ، طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۸۸

۱۶ ـ الاصابه ج ۴ ص ۳۰۸ : طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۸۶

۱۷ ـ معجم البلدان ج ۴ ص ۳۷۵ ، (ماده قطن)

۱۸ ـ طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۸۷ ـ

۱۹ ـ طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۸۷

۲۰ ـ تاریخ طبری جلد چهارم ص ۱۷۷۱

۲۱ ـ طبقات ابن سعد ص ۸۸ ، ص ۸۹

۲۲ ـ اسد الغابه ج ۵ ص ۲۱۸

۲۳ ـ الاصابه ج ۴ ص ۳۰۸ المعارف ابن قتیبه ص ۱۳۶

۲۴ ـ الاصابه ج ۴ ص ۲۳۰

۲۵ ـ طبقات الکبری ج ۸ ص ۹۱

۲۶ ـ انساب الاشراف ص ۳۳۱

۲۷ ـ تاریخ طبری جلد چهارم ص ۱۷۷۱

۲۸ ـ الاصابه ج ام ص ۲۳۰

۲۹ ـ زاد المعاد ج ۱ ص ۲۷

۳۰ ـ النساب الاشراف ص ۳۳۱ ، طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۹۲

۳۱ ـ مسند امام احمد بن حنبل ص ۲۹۲

۳۲ ـ طبقات الکبری ج ۸ ص ۹۳

۳۳ ـ (الاصابه) ج ۴ ص ۳۳۰

۳۴ ـ المعارف ابن قتیبه ص ۱۳۷

۳۵ ـ ایضاً ص ۱۳۶

۳۶ ـ ایضاً ص ۳۳۰

۳۷ ـ ایضاً ص ۳۶۰

۳۸ ـ ایضاً ص ۵۲۸ ـ

۳۹ ـ (الزرقانی ج ۳ ص ۲۷۲)

۴۰ ـ صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۸۰

۴۱ ـ طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۹۵ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۱۹)

۴۲ ـ (مسند احمد ابن حنبل ج ٦)

۴۳ ـ اسد الغابه ج ۵ ص ۵۸۹) مسند احمد بن حنبل ص ۲۹٦

۴۴ ـ رواه ابن ماجه ـ

۴۵ ـ مسند احمد ابن حنبل ص ۲۹۰

۴۶ ـ ایضاً ص ۲۹۰

۴۷ ـ ایضاً ص ۲۹۰

۴۸۔ ایضاً ۲۹۰ ، ۲۹۱
۴۹۔ ایضاً ۲۹۳
۵۰۔ مشکوۃ ج ۲ ص ۵۷۳ سعید اینڈ سنز کراچی۔
۵۱۔ ایضاً
۵۲۔ مسند احمد بن حنبل ج ٦
۵۳۔ طبقات الکبری ج ۸ ص ۹٦
۵۴۔ الاصابہ ج ۴ ص ۳۳۰